© rasailojaraid.com

حضرت غمگین شاہجہاں آبادی

(جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔ اے حیدر آباد سندھ)

نقوش ابھرتے ہیں اور مٹتے جاتے ہیں۔ قدرت کا ازل سے یہی دستور چلا آرہا ہے۔ ؎

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

نہ معلوم کتنے نقوش صفحۂ ہستی سے ایسے مٹے کہ پھر نہ ابھرے، غالبؔ نے انھیں کا تو ماتم کیا ہے :-

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنجہائے گراں مایہ کیا کئے ؟

مٹانے میں کچھ تو گردشِ دوراں کا ہاتھ ہے اور کچھ ہماری غفلت شعاریوں اور احسان فراموشیوں کو بھی دخل ہے۔ آزادؔ نے اسی کا تو افسوس کیا ہے :-

"کیا یہ تھوڑے افسوس کا موقع ہے کہ ہمارے بزرگ خوبیاں بہم پہنچائیں، انھیں بقائے دوام کے سامان ہاتھ آئیں اور اس پر نام کی زندگی سے بھی محروم رہیں؟ بزرگ بھی وہ بزرگ کہ جن کی کوششوں سے ہماری ملکی اور کتابی زبان کا لفظ لفظ اور حرف حرف گراں بارِ احسان ہے۔ ان کے کاموں کا اس گمنامی کے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹنا بڑے حیف کی بات ہے۔ جس مرنے پر ان کے اہل و عیال روئے، وہ مرنا نہ تھا۔ مرنا حقیقت میں ان باتوں کا مٹنا ہے جس سے ان کے کمال مرجائیں گے اور یہ مرنا حقیقت میں سخت "غم ناک حادثہ" ہے۔"[1]

ہماری ادبی دنیا اس قسم کے "غم ناک حادثات" سے بھری پڑی ہے۔ گو کہ کچھ ہستیاں ابھر آئی

[1] محمد حسین آزادؔ : آب حیات، ص ۳۰

© rasailojaraid.com

ہیں مگر ؂

سب کہاں ؟ کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

مٹے ہوئے نقوش میں جہاں اور نقوش ابھرے ہیں وہاں ایک اور نقش برسوں گمنامی کے بعد نم
یہ اس کی روحانی قوت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے ؏

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

اس وقت اسی شخصیت کے متعلق کچھ باتیں کہنی ہیں۔

نام و نسب | اسم گرامی میر سید علی، تخلص بہ غمگین، معروف بہ حضرت جی، ملقب بہ خدا نما۔ آپ کے و
سید محمد علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۱۰۹ھ) دینی اور دنیاوی وجاہتوں سے مالا مال تھے حضرت غمگین علیہ ال
باسعادت دہلی میں ۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۳ء میں ہوئی۔ آپ نجیب الطرفین ہیں۔ والد ماجد کی جانب سے سلسلۂ نسب حض
علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

حضرت غمگین علیہ الرحمۃ کے مورث اعلیٰ حضرت سید الہدیٰ خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ
ایران سے ہندوستان تشریف لائے اور برہان پور میں اقامت گزین ہوئے۔ یہ زمانہ عالمگیر ثا
(۱۶۵۸ء-۱۷۰۷ء)[1] کا تھا۔ عرصہ دراز کے بعد حضرت غمگین علیہ الرحمۃ کے جد امجد حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ
دہلی تشریف لائے۔ یہاں شاہ وقت نے آپ کا بڑا احترام کیا۔ اور آپ کا نکاح حضرت خواجہ باقی
علیہ کی پڑپوتی سے ہوا۔ جن کے بطن سے دو صاحبزادے تولد ہوئے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ ع
غمگین کے والد ماجد حضرت خواجہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ (عم محترم حضرت غمگینؒ) نے مغلیہ دور کے آخری
نام پیدا کیا۔ مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے ان کا ذکر کیا ہے، چنانچہ ہندوستان کے مشہو
مسٹر جادو ناتھ سرکار لکھتے ہیں:-

---

[1] S.M. EDWARDES: MUGHAL RULE IN INDIA

SAYYID NIZAMUDDIN SHAH WAS ONE OF THE MAHERP OF INDIA HISTORY IN THE EVENTFUL THIRD QUARTER OF THE 18TH CENTURY AND THERE WAS FREQUERT REFERENCES TO HIM IN THE RECORDS OF THAT TIME[1]

ڈاکٹر بلوم ہارٹ (BLUMEHARDT) لکھتے ہیں :-

SAIYID ALI A NATIVE OF DELHI, AND RESIDENT OF GWALIAR, WAS THE SON OF SAIYID MOHAMMAD THE NEPHEW OF SHAH NIZAMUL— DIN AHMED QADRI GOVERNOR OF DELHI[2] ----

گارسان دتیاسی (GHRCINDE TASSY) لکھتا ہے :-

غمگین تخلص، میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور بھائی شاہ نظام الدین احمد قادری کا ہے۔ مرہٹہ کی عمل داری میں اسی شخص کو نظم ونسق شاہ جہاں آباد کا اختیار تھا[۳]

نواب مصطفٰے خان شیفتہ تحریر فرماتے ہیں :-

غمگین تخلص، میر سید علی، خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر زادہ شاہ نظام الدین احمد

---

[۱] مکتوب محررہ ۱۲ر جون ۱۹۲۶ء از دار علنگ۔

[۲] J. F. BL.MHARDT: CATALOGUE OF THE HINDUSTANI MANUSCIRPTS, IN THE LIBRARY OF THE INDIA OFFICE (LONDON. P. 119) [۳] GARCINDE TASSY: HISTOIRE DE LA LITERATURE HINDOWIAT HINDOUSTANIE

بحوالہ ترجمہ کریم الدین، الیف فیلس :- طبقات الشعراء ہند، ص ۱۹۰-۱۹۱ ۱۸۴۸ء / ۱۲۶۴ھ

قادری است کہ در عہد مرہٹہ با اختیار نظم و نسق صوبہ جہاں آباد بادے بودہ است [1]

مولوی عبدالغفور نساخ تحریر فرماتے ہیں:-

غمگین تخلص، میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی [2]

حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ قاسم تحریر فرماتے ہیں:-

غمگین تخلص، میر سید علی پسر سوم میر سید محمد مرحوم برادر زادۂ سلالۂ دودمان مصطفوی خلاصۂ خاندان مرتضوی، حقائق پژوہ، معارف آگاہ، صفدر شکوہ، آصف جاہ، نبیرۂ حضرت ... خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ میر نظام الدین قادری سلمہ ربہ است [3]

خوب چند ذکاؔ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں:-

میر سید علی غمگین (خلف ارجمند میر سید محمد مرحوم و مغفور) برادر زادۂ شاہ نظام الدین قادری مد ظلہ العالی ناظم صوبہ دار الخلافہ شاہجہاں آباد [4]

جوانی کے حالات

حضرت غمگین (متوفی ۱۲۶۸ھ) کی جوانی کا نقشہ حکیم ابوالقاسم کھینچتے ہیں:-

در جوانی نیک زندگانی، کشادہ پیشانی، خوش اختلاط، مستحکم ارتباط، یار باش محبت تلاش، مخلص نواز، مخالف گداز، با عز و تمکین، شاگرد سعادت یار خان رنگین است، علی قدر حال خط نستعلیق نویسد، کم کم فکر سخن گزیند، خوش زندگانی می کند و با فرح و سرور ایام بے بدل جوانی بکام دل بسر می برد [5]

---

[1] نواب مصطفیٰ خان شیفتہ، گلشن بے خار ص ۱۴۴، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ماہ اگست ۱۹۱۰ء مطابق شعبان ۱۳۲۸ھ

[2] عبدالغفور نساخ: سخن شعرا، ص ۳۵۸، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۱ھ [3] میر قدرت اللہ قاسم: مجموعہ نغز، ج ۲، مرتبہ محمود شیرانی ۱۹۳۳ء۔ [4] خوب چند ذکا: عیار الشعراء، قلمی ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۴۷ھ۔ [5] میر قدرت اللہ قاسم: مجموعہ نغز یعنی تذکرۂ شعرائے اردو، ص ۳۰، جلد ۲۔

خوب چند ذکا نے بھی مختصر سا نقشہ پیش کیا ہے :-

جوان گرم اختلاط، وخوش خلق وشگفتہ بیان، سعادت آثار، ستودہ اطوار، پُر علم وحیا معلوم شد،
بہ اصلاح سعادت یار خاں رنگین گلہائے اشعار آب دار خود را رنگ و بوئے تازہ بخشیدہ گی دیوان
او نظر ایں فقیر انواع المعانی در آمدہ [۳۸]

والد ماجد سید محمد علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۱۹۰ھ) کے انتقال کے بعد حضرت غمگینؒ کی زندگی بڑی پُر بہار گذری
ت خوش جمال، سرخ و سپید، قوی الجثہ، عظیم القامت تھے۔ ابتدا عمر میں فنون سپہ گری اور فن شہسواری
ل حاصل کیا۔ جس زمانے میں آپ قرآن پاک اور دیگر ابتدائی کتب کی تعلیم میں مصروف تھے اور ابھی
ن عمر شریف صرف ۱۲ سال کی تھی کہ والد ماجد کا وصال ہوگیا، سایۂ پدری سر سے اُٹھ جانے کے بعد بے فکر
ے، امیرزادے تھے اس لئے زندگی عیش و تنعم سے گذرنے لگی اور تعلیم کی طرف توجہ نہ رہی۔ ۲۵ سال تک
و آسائش سے زندگی گذارتے رہے ۱۱۹۲ھ میں اپنی جدۂ شریفہ کی ہدایت و نصیحت پر تحصیل علوم کی
متوجہ ہوئے اور ۱۲۱۱ھ میں اپنے عم محترم شیخ فتح علی گردیزی سے بیعت ہوئے۔

غالباً اسی زمانے میں حضرت غمگین نے، سعادت یار خاں رنگین (متوفی ۱۲۵۱ھ) سے شرف
اصل کیا۔ رنگین خود رنگین طبیعت رکھتے تھے، شاگرد رشید بھی رنگین تھے اس لئے دونوں کی رنگینیوں نے
ل خوب خوب گل کھلائے۔ حضرت غمگین کی شاعری کے پہلے دور کا آغاز اسی زمانے (۱۱۹۲ھ) سے
اسے شروع ہوتا ہے۔

سعادت یار خاں رنگین سے تلمذ ہونے میں سب تذکرہ نویسوں کو اتفاق ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر بلوم ہارٹ
(BLUMEHARDT) لکھتے ہیں :-

SAIYID ALI A NATIVE OF DELHI --------------- AND A
PUPIL OF RANGIN [۳۹]

---

۳۸ خوب چند ذکا: عیار الشعراء، قلمی۔

۳۹ J.F. BLUMHARDT: CATALOGUE OF THE HINDUSTANI MANUSCIRPTS. P. 119

© rasailojaraid.com

اسی طرح مولوی عبدالغفور نساخ تحریر فرماتے ہیں :-

غمگین تخلص ، میر سید علی ، . . . . شاگرد سعادت یار خاں رنگین [۵۱]

ڈاکٹر اسپرنگر (D.R. SPRINGER) تحریر کرتے ہیں :-

"غمگین ، میر سید علی . . . . رنگین کے شاگرد ہیں" [۵۲]

حکیم میر قدرت اللہ قاسم لکھتے ہیں :-

"غمگین تخلص ، میر سید علی . . . . شاگرد سعادت یار خاں رنگین ، ست" [۵۳]

حضرت غمگین نے جوانی ہی میں ایک دیوان ریختہ مرتب کیا تھا جس کا ذکر ڈاکٹر اسپرنگر [۵۴] (SPRINGER)، خوب چند ذکا [۵۵] وغیرہ نے کیا ہے۔ چونکہ یہ دیوان رنگین کے رنگین انداز میں کہا گیا تھا اس لئے بعد میں جب ان پر تصوف کا رنگ چڑھا تو اس کو ضائع کر دیا اور دو نئے دیوان مرتب کئے مخزنِ اسرار (۱۲۵۳ھ) اور مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) — آگے چل کر ہم ان کا مفصل ذکر کریں گے۔

حضرت غمگین نے دیوانِ اوّل کے ضائع کرنے کا حال مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کے دیباچہ میں اس طرح بیان کیا ہے :-

"در زمان سابق یک دیوانِ ریختہ گفتہ بودم آں را دور کردم" [۵۶]

اساتذہ کا استفادہ حضرت غمگیں کا شمار اساتذہ میں تھا بلکہ اساتذۂ وقت آپ سے اصلاح و مشورۂ سخن لیا کرتے تھے چنانچہ شیخ محمد ابراہیم ذوق (متوفی ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء) اور نواب الٰہی بخش خاں معروف آپ سے اصلاح سخن لیا کرتے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ دیباچہ دیوانِ ذوق کے اندر تحریر کرتے ہیں :-

---

۵۱ عبدالغفور نساخ : سخن شعرائے ہند، ص ۳۵۴۔ ۵۲ اسپرنگر۔ یادگار شعرائے ہند، مترجمہ طفیل احمد۔
۵۳ میر قدرت اللہ قاسم : تذکرہ شعرائے اردو، ص ۳۰ - جلد ۲۔ ۵۴ اسپرنگر : یادگار شعرائے ہند، مترجمہ طفیل احمد۔ ۵۵ خوب چند ذکا : عیار الشعرا قلمی سنہ [illegible] تا سنہ ۱۲۴۷ھ۔ ۵۶ شاہ غمگین : دیباچہ مکاشفات الاسرار، قلمی سنہ ۱۲۵۵ھ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"جہاں متاعِ نیک دیکھتے تھے، نہ چھوڑتے تھے، زمانہ کی درازی نے سات شاعروں کی نظر سے ان کا کلام گذرانا تھا۔ ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمگین وغیرہ وغیرہ استادوں سے بھی مشورہ ہوتا رہا"[۱]

اسی طرح نواب الہٰی بخش خاں معروف کے بارے میں آبِ حیات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

" دلّی میں نواب الہٰی بخش خاں معروف ایک عالی خاندان امیر تھے، علومِ ضروری سے باخبر تھے اور شاعری کے کہنہ مشاق، مگر اس فن سے ایسا عشق رکھتے تھے کہ فنا فی الشعر کا مرتبہ اسی کو کہتے ہیں، چونکہ لطفِ کلام کے عاشق تھے اس لئے جہاں متاعِ نیک دیکھتے تھے، نہ چھوڑتے تھے، زمانہ کی درازی نے سات شاعروں کی نظر سے ان کا کلام گذرانا تھا۔ چنانچہ ابتدا میں شاہ نصیر مرحوم سے اصلاح لیتے رہے اور سید علی غمگین وغیرہ وغیرہ استادوں سے بھی مشورہ ہوتا رہا"[۲]

مرزا اسد اللہ خاں غالب (متوفی ۱۸۶۹ء) کو تو گویا آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ مگر جہاں تک تحقیق ہوتی ہے۔ یہ تلمذ غائبانہ تھا۔ کیونکہ غالب مرحوم کی نوعمری ہی میں حضرت غمگین گوالیار تشریف لے گئے تھے اور پھر اس کے بعد دہلی تشریف نہیں لائے تھے۔ ہم اس کا مفصل ذکر آگے کریں گے۔

گوالیار میں آمد حضرت غمگین علیہ الرحمہ ۱۲۴۲ھ سے بہت پہلے گوالیار تشریف لے آئے تھے۔ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"۱۲۴۳ھ[۳] میں حسن اتفاق سے گوالیار تشریف لائے۔ ایک روز تفریحاً موضع کلیتہ کی طرف جا نکلے اور گھوڑے کو شتر سوارانہ جو چلایا تو مہاراجہ دولت راؤ، جس کی سواری اتفاق سے ادھر سے نکلی، بہت متاثر ہوا اور فن کارانہ سواری سے دنگ رہ گیا۔"

---

[۱] محمد حسین آزاد: دیباچہ دیوانِ ذوق مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس، دہلی ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۳ء۔ [۲] ایضاً آبِ حیات، ص ۴۴۲-۴۴۳۔

[۳] یہ سنہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ خود حضرت غمگین نے مخزن اسرار (۱۲۵۳ھ) میں مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ بہادر کا جو قطعۂ تاریخ وفات لکھا ہے اس سے ۱۲۴۳ھ نکلتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرت غمگین ۱۲۴۲ھ سے پہلے گوالیار میں موجود تھے کیونکہ وہ راجہ کی زندگی میں آ گئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مہاراجہ کے طبیب خاص، حکیم وارث علی شاہ صاحب ہم رکاب تھے، انھوں نے حضرت کے کمالات اور روحانی فیوض و برکات اور خاندانی علو و شوکت کا جو ذکر کیا تو مہاراجہ کو اشتیاق ہوا چنانچہ اس نے بہ مقام گوہر آپ کو بصد اعزاز و اکرام دعوت دی اور تحائف و خلعت پیش کی۔ اس وقت سے اس کی عقیدت مندی اور وابستگی قائم ہو گئی۔[۵]

سفر عظیم آباد
بیعت شاہ ابو البرکات

حضرت غمگینؔ دہلی کے زمانۂ قیام میں ہی اپنے عم محترم حضرت خواجہ فتح علی گردیزی سے ۱۲۰۰ھ میں بیعت ہو گئے تھے۔ آپ ہی کے ایما پر حضرت شاہ ابو البرکات عا.... سے استفاضہ کے لئے حضرت غمگینؔ نے عظیم آباد کا سفر اختیار کیا۔ اس کی تفصیل رباعیات مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کے دیباچہ میں موجود ہے۔ ابتدائی حالات تحریر فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ فقیر بارہ (۱۲) برس کا تھا کہ حضرت والد ماجد سید محمدؒ نے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی (۱۱۷۹ھ)۔ میں اس زمانے میں گاہ بہ گاہ اپنی جد و شریفہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ جناب مکرم نے مجھے یہ نصیحت فرمائی کہ تجھے چاہیے کہ تحصیل علوم کرے ..... جب میرا سن پچیس (۲۵) سال کا ہو چکا تھا (۱۱۹۲ھ) میں تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔[۶]

۱۱۹۲ھ کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت غمگینؔ نے ایک خواب دیکھا اس کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے متفکر تھے کہ اتفاق سے حضرت غمگین کے ایک قدیم دوست میر محمد حسین خاں صاحب ادھر نکل آئے اور انھوں نے عم محترم میر فتح علی گردیزی کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ:

اسی وقت اپنے مکرمی میر محمد حسین خاں صاحب کے ہمراہ روانہ ہوا اور حضرت کی حضوری میں پہنچ کر اپنا عرض حال کیا۔ حضرت نے سن کر فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر تمہارے لئے مبارک ہے۔ جمعہ کے دن میرے پاس آنا۔ ارشاد عالی کے مطابق جمعہ کو حاضر خدمت ہوا اور دولت بیعت اور طریقہ سے فائز ہوا ...

...... میں نے ایک سال تک محنت کی ...... خوشنود ہو کر خرقۂ خلافت و اجازت

---

[۵] مرزا ابراہیم بیگ چغتائی: سیرت العاشقین۔ [۶] شاہ غمگینؔ: مکاشفات الاسرار ۱۲۵۵ھ قلمی، بحوالہ سیرت العاشقین۔

© rasailojaraid.com

و مثال بسلسلہ مجھ کو عطا کیا[4]

خلافت سے مشرف کرنے کے بعد میر فتح علی گردیزی علیہ الرحمتہ نے کچھ وصیتیں بھی فرمائیں، ان میں سے ایک یہ بھی وصیت تھی کہ عظیم آباد جا کر ایک بزرگ کامل سے فیض حاصل کرنا۔ چنانچہ حضرت غمگین تحریر فرماتے ہیں:۔

چونکہ جناب مرشدی کا عالم لاہوت کی طرف رخصت فرمائی کا وقت قریب پہنچا تھا۔ مجھے تخلیہ میں طلب فرما کر وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد انشاء اللہ میرا نام تم سے اس دنیا میں کچھ دن تک باقی رہے گا۔ تم کو چاہیے کہ اس راہ میں مردانہ وار گام فرسا رہو اور کوئی قصور نہ کرنا اور تمھیں لازم ہے کہ شہر عظیم آباد (پٹنہ) کی طرف جاؤ، وہاں ایک بزرگ سے تم کو افادۂ کلی حاصل ہوگا[5]۔

میر فتح علی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بارہ برس تک (۱۲۳۱ھ تا ۱۲۴۳ھ) برابر ذکر و اذکار اور مراقبہ میں مصروف رہے مگر طلب کو سیری حاصل نہ ہوئی۔ چنانچہ طلب و شوق میں عظیم آباد جانے کا عزم صمیم کر لیا۔ خود تحریر فرماتے ہیں:۔

بارہ سال تک برابر شغل مراقبہ و مشاہدہ، بیرنگی سلطان الاذکار یاد کرد میں مشغول رہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن وہ مطلوب خاص جس کی تلاش تھی نصیب نہ ہوا۔ لامحالہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق میرے دل میں مصمم عزم سفر قائم ہو گیا اور میں نے کمر ہمت باندھ لی[6]۔

اس زمانے میں حضرت غمگین پر وجع مفاصل کا غلبہ تھا۔ سیدھا پاؤں چلنے سے اور الٹا ہاتھ کام کرنے سے بالکل عاری تھا۔ مگر بایں ہمہ:۔

[9] ۔ ۔ ۔ جذب توفیق سے میں نے شہر گوالیار سے سفر اختیار کیا (۱۲۴۳ھ) اور اس سفر میں نو مسلمان میرے ساتھ تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ایک ماہ سفر کرنے کے بعد ہم سب بہ تمنائے حصول شرف قدم بوسی ۔ ۔ ۔ حضرت شاہ ابوالبرکات صاحب (متوفی ۱۲۵۶ھ) دامت برکاتہم، سراپا شوق بنے ہوئے آمادۂ طلب پہنچے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ حضرت برہ پور گیا جی میں جو پٹنہ سے چالیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ تشریف رکھتے ہیں۔ برسات کا موسم تھا مگر سعادت قدم بوسی کی تمنا میں کمر ہ

---

[4]،[5]،[6] شاہ غمگین: مکاشفات الاسرار ۱۲۵۵ھ قلمی بحوالہ سیرت الصالحین مؤلفہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔

آنزروئے دل و جان تھی سر کے بل پہنچ گیا اور حضرت سے عرضِ حال کیا۔ مخدوم نے متواتر تین روز تک اپنی صحبتِ فیض موہبت میں بٹھایا اور مجھ پر توجہ ڈالی، جو کچھ عجیب و غریب فیضان منکشف ہوئے میری زبان ان کی کچھ بھی شرح نہیں کر سکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چونکہ آنحضرت شغل کاشت کاری رکھتے تھے اور یہ فقیر بجاز گاؤں میں مکیم تھا۔ مجھے عظیم آباد کو روانہ فرما دیا اور ارشاد ہوا کہ حضرت کے خلف الصدق ۔ ۔ ۔ حضرت خواجہ ابوالحسین دام اللہ افضالہم کی صحبت میں حاضر رہوں۔"[۵۱]

چنانچہ فقیر آنجناب کی صحبت سے کامل طور پر فیض اندوز ہونے کے بعد اب تک (سنہ ۱۲۵۵ھ) کہ بارہ برس گذر چکے ہیں اشتغال میں اپنی عمر بسر کی ہے"[۵۲]

حضرت غمگینؔ تقریباً ۴ ماہ حضرت خواجہ ابوالحسین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہے اور صحبت سے مستفیض ہوتے رہے، اس کے بعد:۔

بندہ کو شمائل سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ ارقام فرما کر عطا فرمائی ۔ ۔ ۔ یہ فقیر وہاں سے روانہ ہو کر گوالیار پہنچا اور ایک سال اپنے تئیں اس نسبت میں رکھنے کے بعد بار ثانی شہر عظیم آباد گیا (سنہ ۱۲۴۵ھ) اور مکرر ان حضرات بزرگواران کی خدمت میں شرف یاب ہوا اور تقریباً ایک ماہ تک ۔ ۔ ۔ حضرت شاہ ابوالبرکات صاحب دامت برکاتہم کی صحبت میں بیٹھا۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے مجھے اجازت دو سلسلہ اور علاوہ ازیں سلسلہ قادریہ، اور چشتیہ کی بھی اجازت عطا فرمائی ۔ ۔ ۔ اس کے بعد پھر فقیر شہر گوالیار واپس آگیا اور یہاں بھی چند سال تک ان بزرگواران کی صحبت سے استفادہ اندوز ہوتا رہا"[۵۳]

حضرت غمگینؔ کے خلیفہ سید ہدایت النبی علیہ الرحمۃ نے بھی سفرِ عظیم آباد کا اپنے قلمی ملفوظات میں کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

۔ ۔ ۔ حضرت سید علی عرف حضرت جی صاحب اوّل تو مرید اور خلیفہ اپنے چچا حضرت سید فتح علی خان صاحب الحسنی والحسینی (مدفن بھوجلہ پہاڑی، نزد تیلی قبر دہلی) فرید وقت کے تھے

[۵۱] [۵۲] [۵۳] شاہ غمگینؔ: دیباچہ مکاشفات الاسرار (سنہ ۱۲۵۵ھ)، قلمی بحوالہ سیرت العاشقین مؤلفہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔

© rasailojaraid.com

"۔۔۔ اور حضرت کے پیر صاحب کی وصیت تھی کہ تمھیں چاہئیے کہ حضرت شاہ ابوالبرکات صاحب کی خدمت میں کہ ابوالعلائیہ نسبت جذبی رکھتے ہیں، پہنچ کر نسبت حاصل کرنا۔ بعد وفات حضرت پیر صاحب قدس سرہ کے عظیم آباد پہنچ کر حضرت شاہ ابوالبرکات صاحب کی صحبت میں حاضر ہوئے اور نعمت نسبت نقشبندی ابوالعلائیہ جذبیہ حاصل کی۔"[1]

حضرت شاہ غمگینؒ حضرت شاہ ابوالبرکاتؒ اور حضرت خواجہ ابوالحسینؒ سے عظیم آباد جاکر بھی مستفیض ہوئے اور پھر جب دونوں حضرات گوالیار میں جاکر اقامت گزیں ہو گئے تھے تو یہاں بھی استفاضہ کیا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اور یہاں بھی (گوالیار میں) چند سال تک ان بزرگواران کی صحبت سے استفادہ اندوز ہوتا رہا۔"[2]

شاہ سید عطا حسین صاحب منعمی القمری ابوالعلائی داناپوری ثم الگیاوی نے تو یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت شاہ غمگین علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ ابوالبرکات کو عظیم آباد لینے آئے تھے مگر وہ تو تشریف نہیں لے گئے، البتہ ان کے صاحبزادے خواجہ ابوالحسین صاحب حضرت جیؒ کے ہمراہ گوالیار تشریف لے آئے۔ چنانچہ مؤلف موصوف تحریر کرتے ہیں :-

"۔۔۔ درآں روزہا (۱۲۳۸ھ) سید علی شاہ صاحب از گوالیار طالب نعمت باطنیہ بہ خدمت حضرت قطب العاشقین (شاہ ابوالبرکاتؒ) آمدہ تربیت یافتہ مشرف از خلافت از خواجہ ابوالحسین صاحب گردیدہ مراجعت بہ سمت گوالیار کردند۔ ازآں جا بعد از دو سال (۱۲۴۰ھ) حسب استدعائے راجہ دولت راؤ سندھیہ مع اخراجات جہت رونق افروزی قطب العاشقین در شہر عظیم آباد آمدند، و برائے تشریف بری آنحضرت تذکرہ آوردند۔ ازاں جا کہ حضرت قطب العاشقین را رغبت حشم و خدم در مزاج ہیچ نہ بود، ازاں جا صدائے نہ برخاست الاخلف الرشید آنحضرت، خواجہ ابوالحسین صاحب ایں امر را قبول نمودند، حضرت قطب العاشقین رضائے ایشاں دیدہ با اجازت تمام بداں

---

[1] سید ہدایت النبی : ملفوظات فارسی، قلمی، بحوالہ سیرت الصالحین۔ [2] شاہ غمگین : دیباچہ مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) قلمی، بحوالہ سیرت الصالحین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمت رخصت فرمودند۔ ۔ ۔ وقتیکہ خواجہ ابوالحسین صاحب در گوالیار رسیدہ با اقتدار کلی مہتمم گردیدند متعلقان را نیز از شہر عظیم آباد طلبیدند۔ بعد از دو سال در ۱۲۴۲ھ حضرت قطب العاشقین شاہ ابوالبرکات صاحب نیز کہ خلف الرشید خود را از دیگر فرزندان عزیز تر داشتند بتاب مفارقت نیاوردہ عزیزان و یاران را از خلافت مشرف ساختند و خود مع دیگر لواحقین عزم سفر سمت گوالیار پرداختند۔ حضرت قطب العاشقین در آں جا تشریف بردہ تا چہار دہ سال در عالم حیات و بعد وفات راجہ مسطور (در ۱۲۴۳ھ) با اقتدار کلی ایں ہمہ بزرگان قیام پذیر شدند۔[۵۱] (تا ۱۲۵۶ھ)

ڈاکٹر بلوم ہارٹ (BLUMEHARDT) نے بھی عظیم آباد جانے کا حال تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

HE TRAVELLED FROM GWALIAR TO PATNA AND THENCE TO GAYA, WHERE HE BECAME ACQUAINLED WITH SHAH ABUL BARAKAT AT WHORE ADVICE HE STAYED FOR TWELVE GEARS AT PATNA UNDER THE SPIRITAD TUITION OF KHWAJA ABUL-HUSAIN, WHOSE PEDIGREE, AS ALSO THAT OF SAIYID FATH ALI IS GIVEN BY THE AUTHOR. WRITTAR IN NASKHI.[۵۲]

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت غمگینؒ حضرت خواجہ ابوالحسین صاحبؒ کی صحبت میں تقریباً بارہ برس عظیم آباد یہ سراسر خلاف واقعہ ہے کیونکہ خود حضرت غمگینؒ نے تحریر کیا ہے کہ گیا میں وہ صرف تین روز رہے اور عظیم آباد میں صرف ۔ ڈاکٹر صاحب بڑی دور کی کوڑی نکال کر لاتے ہیں۔ مرزا غالب کے متعلق آپ کی تحقیق ہے کہ ان کا انتقال کلکتہ میں ہو ۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئیے! تعجب ہے کہ مکاشفات الاسرار کا قلمی نسخہ موجود ہوتے ہوئے ایسی فاحش غلطی کی ہے۔ اس سے تو ان کی تحقیق اور فارسی دانی پر شبہ ہوتا ہے۔

---

۵۱ شاہ سید عطا حسین: کیفیت العارفین نسبت العاشقین، ص ۲۰۴، مطبوعہ مطبع قیمی، پٹنہ ۱۳۰۵ھ
۵۲ JAMES FULLER BLUMHARDT: CATALOGUE OF THE HINDUSTANI MANUSCRIPTS - LONDON - P. 119

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت غمگینؒ کے سفر عظیم آباد کے متعلق سنین میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ خود حضرت غمگینؒ کے قول کے طابق پہلا سفر ١٢٤٣ھ میں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

چنانچہ یہ فقیر آنجناب کی صحبت سے کامل طور پر فیض اندوز ہونے کے بعد اب تک (١٢٥٥ھ) کہ بارہ برس گذر چکے ہیں اشغال میں اپنی زندگی بسر کی ہے"[۵۱]

مکاشفات الاسرار کا سنہ تالیف ١٢٥٥ھ اس لئے پہلا سفر ١٢ - ١٢٥٥ = ١٢٤٣ھ میں متحقق ہوا ور دوسرا سفر ١٢٤٤ھ میں کیونکہ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

یہ فقیر وہاں سے روانہ ہو کر گوالیار پہنچا اور ایک سال اپنے تئیں اس نسبت میں رکھنے کے بعد بار ثانی عظیم آباد گیا۔[۵۲]

اس کے برخلاف شاہ عطا حسین صاحب کے بیان کی روشنی میں پہلے سفر کا سن ١٢٣٨ھ متحقق ہوتا ہے۔ نوں نے لکھا ہے کہ شاہ ابوالبرکات صاحب ١٤ برس گوالیار میں قیام پذیر رہے۔ آپ کا سنہ وفات ١٢٥٦ھ ہے اس لئے گوالیار میں آمد کا سن ١٤ - ١٢٥٦ = ١٢٤٢ھ نکلتا ہے۔ آپ کی آمد سے دو برس قبل حضرت خواجہ الحسین صاحب، حضرت غمگینؒ کے ساتھ تشریف لائے۔ اس لئے خواجہ صاحب کی آمد اور شاہ غمگین کے سفر ثانی کا ن ٢ - ١٢٤٢ = ١٢٤٠ھ نکلتا ہے۔ اس سے دو برس قبل شاہ غمگین نے پہلا سفر کیا تھا اس لئے اس کا سن ١٢٤٠ - ٢ = ١٢٣٨ھ نکلتا ہے۔

شاہ غمگین[۵۱،۵۲] مکاشفات الاسرار (١٢٥٥ھ) قلمی۔ بحوالہ سیرت الصالحین مؤلفہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی ١٩٤٥ء

حی الٰہی:۔ وحی اور اس کے متعلقہ مباحث پر محققانہ کتاب جس میں اس مسئلہ کے ایک ایک پہلو پر ایسے دلپذیر و دلکش ناز میں بحث کی گئی ہے کہ وحی اور اس کی صداقت کا نقشہ آنکھوں کو روشن کرتا ہوا دل میں سماجاتا ہے اور حقیقت حی سے متعلق تمام خلشیں صاف ہو جاتی ہیں۔ انداز بیان نہایت صاف اور سلجھا ہوا۔ تالیف مولانا سعید ایم۔ اے۔ غذ نہایت اعلیٰ۔ کتابت نفیس، ستاروں کی طرح چمکتی ہوئی۔ طباعت عمدہ۔ صفحات ٢٠٠۔

قیمت ٦ؔ۔ مجلد للعہ

٭٭٭

© rasailojaraid.com